رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

شرح قیمت جو ہر سال میں پیشگی لیجائیگی

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

نہیں بدلتا جبتک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

(۱) عوام (۲) خواص سے (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غربا اور غیر مستطیع احباب سے

# اخبار الحکم قادیان

نمبر ۳۱ — ۲۱ - اکتوبر ۱۹۱۲ء — جلد ۱۶

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب (احمدی)




چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

## آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام

پچم برج کی خوشی میں ۳۰ نومبر تک جو درخواستیں موصول ہونگی بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل بھیجی جائیں گی ان کو ذیل کی کتب اصل درج شدہ قیمت سے نصف قیمت پر علاوہ خرچ ڈاک دیجائینگی اور اخبار نیر اعظم کی کاپی مفت پانچروپے سے زیادہ ہر ایک روپیہ کمیشن

گنج شایقان دنیا بھر کے سکوں کے دو نوس رنگین تصاویر عا
مخزن الفواید دو جلد دنیا بھر کے اوزان پیمانے مقادیر انکا مقابلہ عا
تاج و نشان دنیا بھر کی سلطنتوں کا تاج و نشان جھنڈے وغیرہ عہ
دستار و کلاہ دنیا بھر کی ٹوپی پگڑی خود کنٹوپ شملہ عمامہ کا حال ۸
تاریخ الہند چار جلد جیرۃ الملک سید احمد علیشاہ بارہ بادشاہان کی مکمل تاریخ عمدہ
مصباح الادب ٹاڈ راجستان کا اردو ترجمہ جو سات زبانوں میں ہو چکا ہے عمہ
تاریخ لاکھوں عمدہ تمام الفاظ فقرات محاورات آیات حدیث عمہ
کنز الطغرا - ۳۳ نادر و نایاب طغرے الگ الگ صفحہ کلاں پر ۸
مکتوب السلوک اردو تصوف فلسفہ اور حکمت کے ذخیرہ عمہ
احسن الادب اردو بڑے پیر صاحب کی سوانحعمری محو رتق عادت ۱۲
جزیبہ طریقہ تہجے جزیہ اور اسماء خداوندی کے خواص ۸
تاریخ نو ہران بوہرہ قوم کی محققانہ تاریخ اہمی و مسیرہ کتب عمہ
جنگ روس و جاپان دو جلد مع تصاویر و نقشہ جات ۸
حالات جنگ مفصل
سوانحعمری مہاراجہ نرندر پرشاد و مہاراجہ کشن پرشاد سابق مدار المہام حیدرآباد دکن کے خاندان کے تفصیلی حالات جنکا مقدمہ عمہ
مشہور ہے دکن کے ناموروں کے حالات عہ

المشتہر منیجر اخبار نیر اعظم مراد آباد

## اخبار پرکاش لاہور کا رشی نمبر

آریہ سماج کے قابل تعظیم بانی مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کی یادگار میں حسب معمول اخبار پرکاش لاہور کا رشی نمبر دیوالی کے موقعہ پر یکم نومبر کو آب و تاب سے شایع ہوگا جس میں بلا لحاظ مذہب و ملت ہندوستان کے برگزیدہ اصحاب اور مشہور و معروف اہل قلم کے زبردست مضامین (نظم و نثر) رشی کے جیون اور ان کے کام کے متعلق درج ہوں گے پرچہ کو زیادہ مفید اور دلچسپ بنانیکی غرض سے اس سال بھی چار انعام مقرر کئے گئے ہیں۔ یعنی دس اور پندرہ روپیہ کے دو انعام رشی جیون کے متعلق دو عمدہ نظموں کیلئے اور دس اور پندرہ روپے کے دو انعام مضامین کے لئے۔ یہ دو انعام ان اصحاب کو دیئے جائیں گے جو سوامی دیانند جی کی زندگی کے متعلق کوئی نیا واقعہ یا نیا نکتہ خیال پیش کرینگے۔ بلا تفریق مذہب و ملت تمام اصحاب سے مضامین اور نظموں کے لئے درخواست کیگئی ہے۔ اس سال پرچہ میں رشی کی ایک دو نہایت عمدہ رنگین تصاویر خاص طور پر بمبئی یا لندن سے بنوا کر لگائی جاوینگی۔ غرضکہ پرچہ ہر طرح سے شاندار بنانیکی کوشش ہو رہی ہے قیمت فی پرچہ ۲/ محصولڈاک ہوگی۔ المشتہر

## میدان جنگ کی صحیح خبریں

اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اخبار المشیر کو خریدیئے۔ کیونکہ اس میں ممالک اسلامیہ قسطنطنیہ مصر۔ شام۔ بیروت۔ دمشق طرابلس وغیرہ وغیرہ کے عربی ترکی اخبارات کے تراجم اور ان کے نامہ نگاروں کے چشم دید صحیح حالات شایع ہوتے ہیں۔ جو میدان جنگ میں خود موجود ہیں۔ نیز ایک ہندی مسلمان بھی بلقان میں پہنچ گئے ہیں جن کے خطوط بھی المشیر میں شایع ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں المشیر ملکی قومی تمدنی تعلیمی معاملات پر بھی خاص بحث کرتا ہے اور اس میں ملک کے جیدہ اور سربرآوردہ علماء کے مضامین بھی شایع ہوتے ہیں۔ اخبار کی جملہ خوبیاں مسلسل مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

قیمت سالانہ صرف تین روپیہ (منیجر المشیر مراد آباد)

ضیاء الاسلام صوبہ متحدہ کا ایک ممتاز اور اپنی طرز کا واحد ماہوار رسالہ ہے جس میں اسلامی علمی تمدنی تاریخی مضامین اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے متین اور دندان شکن جواب ہوتے ہیں آجکل مصر کے ایک فاضل ادیب سلیم قبعین کی نادر وجود تاریخ حیات طرابلس الغرب کا نہایت دلچسپ ترجمہ ماہوار شایع ہو رہا ہے جو اصحاب دوسرے علمی مضامین کے علاوہ جنگ ترکی و اٹلی کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنا چاہیں انہیں اس سے زیادہ مفصل اور صحیح کتاب اور ضیاء الاسلام سے بہتر رسالہ نہیں دستیاب ہو سکتا۔ قیمت سالانہ عہ
(المشتہر منیجر ضیاء الاسلام مراد آباد)


انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

ہے پہلے اشتہار سے لیکر آخری کتاب تک آپ نے اس دعویٰ کو بڑے زور سے بیان کیا ہے چنانچہ پہلا اشتہار جو آپ نے لکھا اور شایع کیا اسکی پہلی ہی سطر میں بیان کیا

**کتاب براہین احمدیہ جسکو خدا تعالیٰ کیطرف سے مولف نے ملہم و مامور ہوکر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا گیا ہے۔**

اور پھر اسی اشتہار میں کھول کر بیان کیا کہ:-

"اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ **مجدد وقت** ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو **خواص رسل انبیاء** کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء **فضیلت** دی گئی ہے۔ کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا **موجب نجات و سعادت و برکت** اور اس کے برخلاف چلنا **موجب بُعد و حرمان** ہے"

یہ وہ پہلا اشتہار ہے جو کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف کے متعلق آپ نے شایع کیا۔ اس میں بھی آپ دعوے رسالت و نبوت کی شان جلوہ گر ہے۔ اور اپنی اطاعت کو موجب **نجات** اور مخالفت کو موجب بُعد و حرمان قرار دیا ہے۔ ان الہامات کو پڑھکر کس کو شک رہ سکتا ہے کہ آپ نے دعویٰ رسالت نہیں کیا۔ آپ دنیا میں ایک **رسول** کی شان سے آئے۔ لیکن ہاں یہ **رسالت** آپ کی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کا نتیجہ ہے۔ اسی میں محو اور فنا ہو کر آپ نے یہ مقام پایا۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت

**زندہ نبی اور زندہ رسول ہیں!**

اگر آپ کی کامل اتباع سے ایک شخص بھی **نبوت** اور **رسالت** کے مقام کو حاصل نہ کرسکتا تو پھر آپ کی اتباع نعوذ باللہ محض بے ثمر اور بے نتیجہ ہوتی۔ لیکن اس زمانہ میں حضرت مہدی نے بتا دیا کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی اس **نبوۃ** میں **نبی سازی** کی قوت اور تاثیر موجود ہے۔ جو شخص کامل **محبت** اور پوری **فرمانبرداری** کے ساتھ **اتباع** محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں **فنا اور محو** ہو جاتا ہے۔ تو وہ **نبوۃ اپنی ابدی** تاثیرات اور زندگی کے دائمی چشمہ سے اس کو محروم نہیں رکھتی۔ بلکہ **آثار نبوت** سے اسکو حصہ دیدیتی ہے۔ جسکا ثبوت اس وقت **حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ** والسلام کے وجود میں ظاہر ہوا۔

## ایک مُحکم قومی اصل

خدا کے مامورین و مرسلین کو ایک مخلصین فی الدین جماعت طیار کرنی پڑتی ہے۔ اور اس جماعت کے بنانے میں انہیں عجیب عجیب مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ امر انبیاء کی تاریخ کے پڑھنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنا ایک مامور و مرسل **احمد نام** سے ہم میں نازل کیا۔ اس کو بھی اپنی قوم کی اصلاح کے لئے اس قسم کی تکالیف کا مقابلہ کرنا پڑا۔ جو پہلے راستبازوں کو پیش آئیں۔ مگر وہ **فوق العادۃ** استقلال اور ثبات قدم کیساتھ ان مشکلات میں سے اپنی قوم کو اس طرح نکال کر لے گیا جسطرح **ابن عمران** دریائے نیل میں سے بنی اسرائیل کو لیگیا تھا۔ اب ایک قوم **احمدی قوم** کے نام سے طیار ہوئی۔ اور یہ وہ قوم ہے۔ جس کے نسبت خدا کے مامور نے یقین کیا کہ وہی قوم ہے جو خدا کی اس زمانہ میں **پسندیدہ اور برگزیدہ قوم خیر امتہ** ہے۔ خدا کرے کہ یہ ایسی ہی ہو اور ہم اس کے سچے مصداق ہوں آمین) اس قوم میں **اتحاد** اور یگانگت کے لئے **احمد نبی** نے وہی راہیں اختیار کیں جو خدا تعالیٰ کی مجید کتاب میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ **کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے**۔ الحکم میں اس اصل کو قوم میں رائج کرنے کیلئے بارہا مضامین لکھے گئے۔ ابھی پچھلے دنوں ایک ایسی ہی شادی کے متعلق الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ جس میں ایک **احمدی** نے جانتے ہوئے ایک غیر احمدی کو اپنی لڑکی دیدی۔ اور **دینی حمیت** اور **قومی عصبیت** کو **دولت و وجاہت** کے قربانگاہ پر ذبح کر ڈالا۔ ہماری قوم کے اندر بھی اگر صرف دولت اور وجاہت کی ہی پرستش ہو۔ تو سخت افسوس کی بات ہے یہاں **قابل قدر** اور واجب التکریم امر تو **محض تقویٰ** ہونا چاہیئے۔ نہ کہ دولت **اور وجاہت**۔ اس پر میں انشاء اللہ العزیز علیحدہ آرٹیکل لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس نوٹ کا محرک معزز اخبار بدر کے حصہ ثانی **کلام امیر** کا صفحہ ۱۱ ہے جہاں ۹ ستمبر ۱۹۱۲ء کی ڈاک کے تحت میں ایک فتویٰ شایع ہوا ہے۔ وہ اصل الفاظ میں یوں ہے۔

### جو غیر احمدی کو لڑکی دے

ایک شخص نے دریافت کیا کہ جو **احمدی** کسی غیر احمدی کو اپنی لڑکی کا ناطہ دے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ **فرمایا جو غیر احمدی کو لڑکی دے وہ احمدی ہی نہیں اس کے پیچھے نماز کیسی**"

یہ فتوے جو امیر المومنین نے دیا ہے اور اس کو معزز ہمعصر بدر نے کلام امیر کے ماتحت میں شایع کیا ہے +

امیر المومنین نور الدین ایدہ اللہ بنصرہ نے یہ نیا اجتہاد نہیں کیا اسکا اور ہمارا آقا سیدنا **احمد علیہ السلام** جو خدا کا مسیح اور مہدی تھا۔ یہ فتوے پہلے دے چکا ہے اور اس نے اس امر کی ممانعت کی تھی کہ غیر احمدیوں کو لڑکیاں نہ دی جاویں۔ الحکم نے یہ بھولی ہوئی بات ایسے وقت یاد دلانے کی جرأت کی جبکہ ایک **احمدی** اس **غلطی** سے عمداً ارتکاب کر چکا تھا

اور اندیشہ تھا کہ یہ بدعت قادیان میں خدانخواستہ پھیل نہ جائے۔ اور ہمارے نظیر کمزور طبیعت کے لوگ اس سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ الحکم نے اپنی آواز دلیری کیساتھ بلند کرنے میں مضایقہ نہ کیا۔ اگرچہ اس کے جواب میں الحکم کے ایڈیٹر پر ہمارے ان مہربانوں نے جن کو اس شادی کے ساتھ تعلق تھا خوب آوازے کسے۔ اور اسے بدگو اور تفرقہ انداز کہا گیا۔ مگر میں اس حسن کلام اور اتفاق و اتحاد کو اس بدگوئی اور تفرقہ پردازی پر قربان کرنے کو طیار ہوں جو قومی بھلائی اور اصول سلسلہ کی تائید میں ہو۔

اب حضرت امیر کے فتوی کے بعد ایسے لوگوں کو شرم آجانی چاہیئے

میری روح وجد کرتی ہے کہ آخر حق کی فتح ہوئی۔ اور میری کسی تحریک کے بدوں حضرت امیر نے اس سوال کو ہمیشہ کے لیئے حل کر دیا۔

اب اس کے بعد احمدی قوم کا کوئی فرد انشاءاللہ ایسی غلطی کرنے کی جرأت نہ کریگا۔ یہ یاد رکھو کہ غیر احمدی کو لڑکی نہ دینا احمدیت کی ایک خصوصیت ہے۔ اور یہ خصوصیت ایسی ہی خصوصیت ہے جیسے غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی ہے۔ یہ حد بندیاں ہیں جن کا ہمیں احترام کرنا چاہیئے۔ اور جب تک ان حدود کا احترام ہم کرتے ہیں۔ اسوقت تک ہم خدا کے فضل سے ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ ہیں۔

پس ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ جماعت کو آگاہ کر دیں کہ حضرت امام نے جو امور بطور اصل الاصول کے بیان کئے ہیں۔ انہیں ہر وقت مدنظر رکھو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ (آمین)

## عذر

میری بیماری کیوجہ سے اخبار کی اشاعت میں غیر معمولی تعویق ہوئی۔ (ایڈیٹر)

## الحمدللہ بٹالہ کا جھگڑا صاف ہو گیا

پچھلے دنوں جو ناگوار قضیہ جھٹکے کے سوال کی صورت میں بٹالہ میں پیدا ہو گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ضلع کے بیدار مغز اور معاملہ فہم ڈپٹی کمشنر جناب میجر اے۔ سی ایسٹ صاحب بہادر کی خوش تدبیری سے صاف ہو گیا۔ اور بٹالہ کے ہندو و مسلمان شرفا نے میجر صاحب کے مشفقانہ مشوروں سے فائدہ اٹھایا اور دونوں بھائی گلے مل گئے۔ ہندو مسلمانوں کی متفقہ تجویز اور رضامندی سے ایک باغ میں جھٹکا کیلئے جگہ مقرر ہو گئی ہے۔ اور ۱۷ - اکتوبر ۱۹۱۲ء کو شرفا بٹالہ نے مل کر اس اتحاد و اتفاق کی خوشی کی تقریب میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو ایک گارڈن پارٹی دی۔ صاحب موصوف دورہ پر تھے۔ مگر محض اس پارٹی کی شمولیت کیلئے ۲۰ میل کا سفر گھوڑے پر طے کر کے بٹالہ پہنچے۔ تحصیل کے سامنے کے سرکاری باغ میں نہایت عمدگی کیساتھ پارٹی کیلئے انتظام کیا گیا تھا۔ یہ انتظام جو جناب تحصیلدار صاحب کی نگرانی میں ......... سکرٹری صاحب میونسپل کمیٹی اور میاں احمد علیخان صاحب اور جناب صاحبزادہ فیض محی الدین صاحب اور رائے صاحب بلاقی چند اور دیگر ہندو و مسلمان رؤسا بٹالہ کی متفقہ کوشش سے ہوا۔ ہر طرح تسلی بخش تھا ہندو و مسلمان اور عیسائی احباب کیلئے جدا جدا ماکولات و مشروبات کا انتظام سیر چشمی سے کیا گیا تھا۔ پانچ بجے کے قریب صاحب موصوف مع کپتان صاحب مجلس میں تشریف لائے انگریزی باجے نے سلامی دی۔ مختلف اوقات میں جو تھوڑا عرصہ صاحب موصوف نہایت خوش اور خندان رہے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اس اتحاد سے از بس خوشی ہے۔ آپ نے ظاہر فرمایا کہ چونکہ یہ جلسہ محض تفریحی ہے اسلئے گذشتہ باتوں کی یاد اب بھول جانی چاہیئے اور کسی تقریر کی ضرورت نہیں۔ جناب تحصیلدار صاحب نے صاحب ممدوح کی اس خواہش کو عمدگی کیساتھ حاضرین پر ظاہر فرمایا اور اسکے بعد سب گپ شپ کھانے پینے کے شغل میں مصروف ہو گئے جب تک صاحب ممدوح پارٹی میں شریک رہے۔ نہایت خندہ پیشانی کیساتھ مختلف مفید امور پر گفتگو کرتے رہے اور بے تکلفی کیساتھ اپنی رعایا کے معزز افراد سے ملتے رہے۔ میں دیکھتا تھا کہ صاحب ممدوح کے چہرہ سے مسرت ٹپکتی تھی آخر میں ہندو مسلمان کیطرف سے متفقہ شکریہ کا اظہار کیا گیا۔ بٹالہ کے ہندو و مسلمانوں کو میں اس نیک تقریب پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنی گم کردہ متاع کو پالیا۔ بٹالہ اس قسم کے قضیوں سے ہمیشہ پاک تھا۔ سوء اتفاق سے یہ دھبہ یہاں کے اتحاد کو لگا مگر خدا تعالیٰ کے فضل نے دونوں کے ہندو مسلمان کو بچا لیا غالباً یہ نوٹ نامکمل رہ جائیگا اگر میں یہ ذکر نہ کروں کہ میجر اے۔ سی ایسٹ صاحب بہادر کی صائب تدبیری کو بٹالہ کے نئے تحصیلدار منشی امداد بیگ خانصاحب نے عملی رنگ میں لانیکیلئے اپنی مسلمہ قابلیت سے کام لیا۔ منشی امداد بیگ خانصاحب ایک مسلم فہیم اور باوجود اپنے رعب کے ہر دلعزیز شخص ہیں۔ آپکے تدبر۔ حسن انتظام اور رعایا پروری کی جہاں جہاں آپ رہے ہیں ہمیشہ تعریف ہوتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ برٹش نظام حکومت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے سچے دل سے حامی ہیں چنانچہ میجر اے سی ایسٹ صاحب بہادر کے بعد جس شخص کو بٹالہ کے معاملات کو صاف کرا دینے کا کریڈٹ حاصل ہے وہ منشی امداد بیگ صاحب کا وجود ہے۔ انمیں مستعدی فرض شناسی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور باوجود اس کے نمائش اور تکلف سے پاک ہیں حافظ آباد سے تبدیل ہونے پر رؤسا شہر نے آپ کو ایک الوداعی پارٹی دینے کی از بس خواہش کی۔ مگر آپنے ان لوگوں کی محبت اور اظہار محبت کے اس طریق کا شکریہ کر کے اس کو رد کر دیا۔ بہرحال جو خلیج بٹالہ کے ہندو مسلمانوں میں شروع ہو گئی تھی وہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے بالکل بھر دی ہے اور آئندہ اس قسم کے تعلقات میں بڑی عمدگی پیدا ہو گئی ہے یہ تحصیلدار صاحب کی بہترین کوششوں کا عملی ثمرہ ہے جو انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی زیر ہدایات اس مقدمہ کیلئے کیں۔ جسکے لئے بٹالہ کی تحصیل اپنے آپ کو ایسے نیک دل آفیسر کے ماتحت خوش قسمت پاتی ہے۔ ہر ایک نیک دل انسان کے خواہش کی یہ دلی دعا ہے کہ یہ تعلقات دن بدن مضبوط ہوں۔ میں اس نوٹ کو ختم کرتے ہوئے اگر یہ لکھوں تو نا مناسب نہ ہوگا کہ بٹالہ میں عام تفریح کے لئے کوئی پارک یا عمدہ باغ

ہنیں۔ کیا اچھا ہو کہ اس تقریب کی ایک یادگار ٹیبلٹ کے رنگ میں قائم کیجاوے۔ مجھے یہ امید کرنی چاہیئے کہ رؤساء بٹالہ اور میونسپل کمیٹی اس کمی کو ملکر پورا کرنے کی کوشش کریں گے اس پر مفصل پھر لکھا جاویگا۔ (ایڈیٹر)

## دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت الحمد للہ اچھی ہے اب جمعہ کی نماز حضرت خود پڑھاتے اور خطبہ پڑھتے ہیں۔

(۲) حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ آپ ساکنان قادیان سے کہتے ہیں کہ قادیان والوں پر میرے کچھ حقوق ہیں۔ کیا وہ میرے لئے دعا کریں گے؟۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے سلسلہ عالیہ کے ہر فرد پر آپ کے حقوق ہیں۔ کیوں سلسلہ کا ہر فرد آپ کے لئے دعا نہ کریگا؟۔ بہر حال صاحبزادہ صاحب اپنی قوم سے دعاؤں کی مدد کی امید کرتے ہیں

(۳) خواجہ صاحب کے لئے بھی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی کیساتھ تبلیغ سلسلہ کا موقع عطا فرماوے۔

(۴) آجکل دسہرہ کی تعطیلات پر اکثر احباب تشریف لاکر قادیان کی روحانی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں

(۵) میری صحت اچھی نہیں رہی رمضان کے آخر عشرہ سے اس وقت تک کسی نہ کسی رنگ میں بیمار رہتا ہوں احباب دعا کریں کہ اس خادم دین کی اعانت فرماویں۔

(۶) مستورات میں دینی اور مذہبی مذاق اور سلسلہ کی عام واقفیت کیلئے دفتر الحکم سے احمدی خاتون نام ایک رسالہ جاری کیا گیا ہے جسکو اسوقت تک احباب نے پسند فرمایا ہے۔

(۷) نواب صاحب قبلہ بعافیت تشریف لے آئے۔

لاہور سے ماسٹر ولی اللہ صاحب خلف الرشید حافظ ہدایت اللہ صاحب مشہور پنجابی شاعر کی وفات کی خبر پہونچی ماسٹر صاحب کی ابھی ایک تازہ تالیف پیر بالکی کیلئے آئی تھی فالج کے ناگہانی حملہ سے وہ جانبر نہ ہو سکے ماسٹر صاحب ایک زبردست اہل قلم تھے پیسہ اخبار میں سلسلہ کے متعلق اکثر مضامین مخالفوں کے جواب میں لکھا کرتے تھے۔ یہ جوان مرگی بابا ہدایت اللہ صاحب کی آخیر عمر میں غم اور صدمہ ہے اور ایسے بڑے صدمہ میں صبر اور رضا بالقضا کا اجر بھی عظیم ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل۔ مرحوم کا جنازہ غائب ہر جگہ پڑھا جاوے

## صحت کسطرح حاصل کرنا

اکثر اوقات بیماری کا سبب پیشاب کا تیزابی مادہ ہے کہ جسکو کمزور اور ضعیف گردے خون میں سے فطرت جیسا چاہتی ہے اسی طرح چھان نہیں سکتے ہیں کیونکہ اس پر ہی جسم کی صحت کا بہت کچھ دارومدار ہے گردوں کے ضعف اور مرض کی علامات حسب ذیل ہیں۔ پیٹ میں درد ہونا۔ پیشاب کم آنا اور اس کا رنگ خراب یا دھندلا ہونا۔ پیاس ہمیشہ لگنا۔ جسم میں تکان معلوم ہونا۔ رگوں کی کمزوری۔ درد سر۔ جوڑوں کی بیماریاں۔ نظر کا دھندلا پن۔ چکر آنا۔ جوڑوں میں درد یا سختی۔ حافظہ خراب ہو جانا اور جسم کی تمام نقاہت وغیرہ۔ اگر توجہ نہ کی گئی تو پیشاب کے امراض گٹھیا۔ چنبل۔ ذیابیطس اور گردوں کا انحطاط یعنے سڑنا اور سنگریزہ اور اس قسم کی بیماریاں کہ جنکو اکثر غلطی سے ایاسی امراض خیال کیا جاتے ہیں پیدا ہوتی ہیں۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) گردوں اور پیشاب کے اعضا کو قوت بخشتی ہیں اور پیشاب کا تیزابی مادہ خون میں سے نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جس سے عمدہ صحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ اچھے رہنا چاہتے ہوں تو اچھا رکھیے۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس کڈنی پلس) جو کہ انکے لئے مجرب دوا ہیں اون کو اچھا رکھ

دو روپیہ کا ایک چھ شیشیوں کے عوض تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں یا ڈون اینڈ کو۔ پی۔ او۔ باکس ۲۰ بمبئی کے پاس سے۔

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا چھاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ باد۔ بکھر جوا۔ کیڑہ چشم۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش کھجلی۔ بثور۔ اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت ۱۲ دو روپیہ فی شیشہ۔



## عذر

میری بیماری کی وجہ سے اخبار کی اشاعت میں غیر معمولی تعویق ہوئی۔ (ایڈیٹر)

## بعدالت منصف صاحب درجہ دوم بٹالہ

۵۸۲؍

مہرالدین ولد غلام محمد قوم راجپوت کھوکھر و مولوی شادی ولد جان محمد کشمیری و چوہدری گوردت سنگھ ولد رائے سنگھ کمبو ساکنان قادیان و بھاگو شاہ ولد گوند بخش رائے و پرتاب سنگھ ولد لبنا سنگھ بگیلیہ ساکنان
مدعیان

بنام محمد اکرم بیگ ولد افضل بیگ سب انسپکٹر امرتسر و مسماۃ مراد بیگم بیوہ افضل بیگ بذریعہ محمد بیگ مختار عام ۔ احمد دین ولد علی محمد ۔ نور دین ولد میران بخش و عبدالرحیم نو مسلم ولد چندا سنگھ مولوی محمد دین بی۔ اے ولد گھسیٹا۔ محمد اسمٰعیل شادی ولد نامعلوم قوم شیخ ساکنان قصبہ قادیان تحصیل بٹالہ مدعاعلیہم

دعوے استقرار حق اس امر کا کہ جو انتقال اراضی دو کنال ۱۶ - مرلہ نمبری خسرہ ۲۳۰۲ - ۲۳۰۵ - مندرجہ بندوبست سنہ ۱۸۶۵ء نمبری خسرہ ۵۷۰ حق بندوبست سنہ ۱۹۱۰-۱۹۱۱ بعوض مبلغ دو سو اکتیس ۲۳۱ روپیہ بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۲۳ - مدعاعلیہم ۱ و ۲ نے بحق مدعاعلیہم ۳ تا ۸ کیا ہے۔ کالعدم اور بے اثر قرار دیا جاوے۔ اور یہ بھی قرار دیا جاوے کہ اس کو ایسا کرنے کا کوئی حق حاصل نہ تھا۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعیان نے درخواست دی ہے کہ مندرجہ ذیل فہرست کے اشخاص کا اراضی متنازعہ میں حق ہے۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۱ رول ۸ مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ ۲۲ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر فریق مقدمہ ہونا ہو تو ۲۲ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء کو ہو جاویں۔

آج بتاریخ ۱۲ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت ہذا سے جاری کیا گیا۔

## فہرست اشخاص واقعہ قصبہ قادیان

مرزا سلطان احمد صاحب ۔ مرزا محمود احمد صاحب
مرزا بشیر احمد و مرزا شریف احمد پسران مرزا غلام احمد صاحب
مرزا گل محمد ولد مرزا نظام الدین صاحب ۔
مرزا غلام اللہ ولد نواب بیگ پسران گاماں بیگ
میراں بخش ولد چند ترکھان ۔
مرزا رمضان بیگ ولد کمنڈا بیگ
مرزا رحمت علی ولد رحیم بیگ ۔
حاکو بیگ ولد گاماں بیگ ۔
نفضل حسین ولد محمد علی سید
نور احمد و عمر بخش کشمیری ۔
محمد بخش ولد کرم بخش قاضی
چراغ دین و رحیم بخش و کمال الدین پسران کماں شیخ
کمال ولد روشن شیخ ۔
حسینا ولد دین محمد شیخ
بوٹا ولد نامعلوم ۔ محمد بخش ولد نامعلوم
محمد بخش ولد منگل ۔ امام الدین ولد کماں بافندہ
چراغدین ولد شادی بافندہ ۔ الہ دین ولد تابہ بافندہ
پیرانڈتا ولد فریدا زرگر ۔ عبداللہ ولد جھنڈا شیخ ۔
مالک و چراغدین پسران حکیم الدین حجام ۔ کریم بخش ولد نور احمد شیخ
فیروز الدین ولد امیر شیخ ۔ عبدالکریم ولد جاموں بافندہ
دین محمد ولد کھیوں ۔ شادی و برکت و مراد علی پسران عبدالکریم
عمرالدین ولد صوبا ترکھان ۔ فضل الدین ولد دینا حجام
منگل ولد دتا حجام ۔ نھتو ولد بوڑا حجام ۔
حسین بخش ولد چھاں وزری ۔ فضل الدین و حسین بخش ولد نامعلوم
تراب علی و مراد علی پسران شہاب الدین راجپوت
نانک ولد چھاں ۔ دل محمد ولد بڈھا قاضی
علی محمد ولد غلام نبی قاضی ۔ شیخ محمد ولد گاجی قاضی ۔
چندو و گنڈو ولد نتھل ترکھان ۔ کھیوں ولد دولا برہمن
منگل سنگھ دہری سنگ گابو ولد ٹولو مہرہ
جبو ولد لیکر مہرہ ۔ عالم شاہ ولد روڈا شاہ سید ۔
احمد ولد بالی بافندہ ۔ عبداللہ ولد شیرا
منگا ولد عارف بافندہ ۔ جھنڈو ولد الہی بخش تیلی
فرید بخش و نظام الدین پسران سجیوا مہرلی ۔

پانچا ولد شہابو بافندہ -
فضل الدین و میراں بخش پسران دتا قصائی -
امام الدین و مہر الدین پسران رمضان لوہار
سندھی ولد جانی قصائی - کریم بخش ولد سلطان لوہار
عمر الدین ولد جیوں لوہار -
رحیم بخش ولد ستو بافندہ -
ناکو و کاکو پسران الہیا بروالہ -
میراں بخش ولد الہیا بروالہ -
نبو و فقیر پسران گھسیٹا حجام
نبی بخش ولد شہید بخش فقیر -
احمد ولد مائی ماشکی - دہنتو ولد گنگا مراسی
علی بخش و فرید بخش و نہتو پسران دان حجام
بوہڑ سنگھ و گھنیا سنگھ پسران جیون سنگھ ترکھان
مینا و برکت علی پسران عمرا راجپوت
رجب و منگو پسران جیتا موچی -
جیند و لشاہ ولد بھی شاہ -
نہال سنگھ ولد میر سنگھ جٹ
کرم الدین ولد باناں بافندہ
متاب و نظام الدین و گلو و مجو پسران کماں ارائیں
مہر الدین و قطب الدین پسران مجو ارائیں
مہر و علمان پسران مصطفےٰ ارائیں
وزیر الدین ولد امیر الدین پسران بڈھا آرائیں -
ٹانک و لبھو پسران الہی ارائیں -
فضل الدین ولد وارث آرائیں
جاموں ولد عمرا رنگریز - جماں و نجا پسران امام بخش
شفو ولد جماں ارائیں
ماہی ولد بہاگا ارائیں
جہاں و شادی - امام الدین پسران جیوا ارائیں
نکو ولد غلامی آرائیں -
شادی و مہر الدین پسران چوہڑ
شنی و جاموں - و فتح الدین پسران محکم الدین ارائیں
خیرو ولد مراد ارائیں -
بڈھا و فضل الدین و عمر الدین پسران جانی ارائیں

جیون ولد بسا ترکھان -
پیرانڈتا ولد کاکا ترکھان -
علی بخش ولد گلاب ترکھان
اسا سنگھ پرتاب سنگھ پسران شیر سنگھ لوہار
جوہڑ شاہ ولد مولی شاہ -
ابراہیم و دینو پسران فتح الدین گگلو -
شرف الدین ولد بڈھا گگلو - فقیر ولد شادی گگلو
نتھو ولد بھاگو گگلو + بوٹا گگلو +
عبد اللہ - بہاگ - چوہڑ - پسران جہنداں گگلو
باگو - جاموں - روڈا - بہاگو - پسران امام بخش ماشکی -
حسینا و الو ولد الہیا گگرہ -
مولا بخش - میر علی پسران غلام نبی قریشی -
شاہ علی ولد خیرالی قریشی -
پیرانڈتا و چراغ و متاب پسران بوٹا بافندہ
چھجا گگلو - بوڑا ولد پانا بافندہ -
روڑا ولد سگو - سدہیا ولد غلام رسول بافندہ
عمرا ولد پیرا بافندہ - بڈھا تیلی
پیر محمد علی شاہ صاحب سید - گاماں تیلی -
شاہ چراغ صاحب سید ولد صابر علیشاہ سید
عنایت اللہ و عبد اللہ - ولایت - پسران امام الدین قاضی
میر محمد و منظور الحق پسران شمس الدین قاضی -
غلام قادر ولد فضل الہی قاضی
امام دین ولد امیر بخش راجپوت
متاب زرگر - لبھو ولد مہیاں ترکھان
گوجر زرگر ولد سوہن لال - ہر گوپال ولد کالو برہمن -
چھجو رام و مکر رج پسران حاکو کھتری
ہزاری مل ولد سورج مل کھتری -
بشنداس ولد گوردا اس برہمن -
پنڈت بشنداس و بھگوان داس - ہری رام - ہری کشن -
پسران چھمن داس برہمن
ہنسراج ولد بڈھا کھتری لبھو ولد جید یال حلوائی
دیوان و ساوا سنگ -
سکھرام داس - وہنپت رام - جسپت رائے پسران نامعلوم

لبھو رام ولد ہرنا داس برہمن -
وہنپت رام ولد بشنداس پسران سنت رام -
ہری رام - دہنپت رام - دیوان چند پسران بھگت رام
لالہ نرن پت - لچھی رام پسران جوالا رام -
ہیمراج و لال چند پسران جسپت رائے
میلا رام ولد راجباس -
ہنسراج و دیا چند - امر ناتھ - پسران دہنپت رام
میلا رام ولد ددلو -
گنگا رام - دولت رام - پسران درباری مل -
ملاوامل - و گھنیا لعل پسران سوہن لال -
میلا رام - جیکشن داس - پسران دیوی دتا مل -
لالہ بھگو مال ولد مولراج کھتری
بیلی رام ولد بوٹا مل کھتری -
شنکر داس و دہنپت رام پسران کانشی رام -
کرم چند و مہیاں سنگھ پسران نہال چند
ہری رام ولد لال چند -
سوہن لال و میلا رام پسران گلاب سنگھ -
نہال چند ولد ہری رام کھتری -
چھجو رام ولد شادی داس - متاب ولد بوٹا ارائیں
دیا رام ولد گلاب سنگھ پنڈت -
لالا رام ولد لچھمنداس برہمن -
گوپال داس - بشنداس - پسران پنڈت تلسی رام برہمن
سری ناتھ و گوردت پسران پنڈت شنکر داس -
مہیا سنگھ ولد گھنیا سنگھ کمبو -
مینا و بڈھا کمبو - آکو ولد بوٹا کمبو -
لبھو ولد بولو جولاہ - جمیل و جیون خاکروب
لبھو و چنگو - خاکروب - لہنا و گھنیا پسران ہری خاکروب
ہیرا و باگو - پسران جیند خاکروب
لہنا و گوڑا و مادر و جیند و خاکروب

---

مہر عدالت

# ٹرکی ہجوم بلا اور وقت دُعا

اندرین وقت مصیبت چارہ بابیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

ٹرکی یا سلطنت روم کیساتھ مسلمانوں کو ایک قدرتی محبت اور ہمدردی ہے اور اس محبت اور ہمدردی کا یہ صحیح تقاضا ہے کہ جب اس سلطنت کے متعلق کوئی رنجیدہ خبر سنتے ہیں تو اُن کے دلمیں درد پیدا ہو کر زبان سے آہ نکلجاتی ہے اس وقت مسلمانوں کی حالت روئے زمین پر جو کچھ بھی ہو رہی ہے وہ عبرت اور توجہ کے لئے ایک قابل غور مطالعہ ہے اور یہ حالت روز بروز بڑھتے بدتر ہو رہی ہے حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نور الدین سلمہ ربہ فرمایا کرتے ہیں کہ علماء قوم کا دماغ تھے اور صوفی اور گدی نشین لوگ بمنزلہ قلب قوم تھے اور امرا جسم۔ مگر اس وقت تینوں کی حالت بگڑی ہوئی ہے ہر مسلمان کیحالت یوماً فیوماً نیچے کیطرف جا رہی ہے تو کیا ہو کیونکہ یہ ایک مسلم امر ہے کہ جو چیز نیچے گرتی ہے وہ نہایت تیزی کیساتھ جاتی ہے پس گری ہوئی حالت پر نرے آنسو بہا لینا کوئی خوبی کی بات نہیں بلکہ عقلمند وہ ہے جو اس سے عبرت پکڑے اور اس قیمتی چیز کے حاصل کرنے کی کوشش کرے جس کے گم ہو جانے سے یہ مصائب اور مشکلات آ رہی ہیں کہ مسلمان دنیا کے ہر حصہ میں ذلیل ہو رہے ہیں۔

جب کسی قوم پر کوئی مصیبت اور تکلیف آتی ہے تو مادہ پرست قومیں ان مصائب اور تکالیف میں خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی تجاویز اور مساعی پر بہروسہ کرتی ہیں لیکن اسلام ایک ایسا پاک مذہب ہے کہ وہ مصائب اور مشکلات میں بھی انسان کو اللہ تعالیٰ ہی کیطرف لے جاتا ہے۔ اور ان مصائب کو تعلق باللہ کا ایک ذریعہ قرار دیتا ہے۔ وہ مصیبتیں اسکے لئے رجوع الی اللہ کا بہترین وسیلہ ہو جاتی ہیں پس اگر مسلمان بلاؤں اور مصیبتوں میں خدا تعالیٰ کیطرف توجہ کریں گے تو وہ اپنے گم گشتہ متاع کو پالینے کی توفیق پا سکیں گے اور جہانتک قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے مصائب اور مشکلات کی [illegible] بھی معلوم ہوتی ہے کہ وہ انسان کے اندر خشیت اور تضرع کی قوتوں کو بیدار کرنیکے لئے آتی ہیں پس اگر ان مصائب سے حقیقی فایدہ اُٹھایا گیا تو یہ ابتلاء عظیم عظیم الشان برکات کا موجب بھی ہوگا پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اس سے فایدہ اُٹھائیں۔

طرابلس کی جنگ اور اندرونی رخنہ اندازیوں سے ابھی اطمینان نصیب نہیں ہوا تھا کہ اب بلقان اور دوسری ریاستوں کی متفقہ جنگ کا ایک ہولناک سامنا ہو گیا ہے یہ موقع نہیں کہ میں اس جنگ کی تفصیل ناظرین الحکم کے سامنے رکھوں یہ جنگ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور پیشگوئیوں کے ماتحت ایک فیصلہ کن جنگ کا پیش خیمہ اور دنیا کی ایک خونی کتاب کا دیباچہ ہے میں اس موقعہ پر ناظرین کو اس پہلو کیطرف لیجانا چاہتا ہوں جسکیطرف میرے معاصرین شاید توجہ نہ دلا سکیں آخری زمانہ کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئیاں کی تھیں انمیں سے بہت ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو گئیں اور ہو رہی ہیں ان پیشگوئیوں میں مسیح اور مہدی کی آمد بھی تھی۔ غلط فہمی سے یہ سمجھا گیا تھا کہ آنیوالا مہدی اور مسیح تلوار ہاتھ میں لیکر آئینگے مگر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات سے جو کچھ پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ شہزادہ امن ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وقت پر آنیوالے کو بھیجدیا۔ وہ اپنا کام کر کے اپنے وقت پر دنیا سے رخصت ہوا۔ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کو اس نے ایک اشتہار کے ذریعہ ٹرکی کی حالت کے متعلق بعض پیشگوئیاں کی تھیں اسوقت نا سمجھی سے بعض لوگوں نے سخت نامناسب الفاظ میں خدا کے مامور پر حملے کئے لیکن آج زمانہ کی رفتار نے بتا دیا کہ

## خدا کی باتیں سچ ہیں

پس میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کے سامنے آج وہ الفاظ پھر دہراؤں شاید کوئی سعادتمند فایدہ اُٹھا سکے۔

۲۴ مئی کے اشتہار میں لکھا تھا "سلطان روم کی سلطنت کیحالت اچھی نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں" اور پھر اشتہار مورخہ ۲۵ جون ۱۸۹۷ء میں لکھا کہ

ہم نے گذشتہ اشتہار میں ترکی گورنمنٹ پر بلحاظ اسکے بعض عظیم الدخل اور خراب اندرون ارکان اور عہدہ داروں کے نہ بلحاظ سلطان کی ذاتیات کے اس خداداد نور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوئے چند ایسی باتیں لکھی ہیں جو خود ان کے مفہوم کے خوفناک اثر سے ہمارے دل پر ایک عجیب رقت اور درد طاری ہو گئی ہے سو ہماری وہ تحریر جیسا کہ گندے خیال والے سمجھتے ہیں کسی نفسانی جوش پر مبنی نہ تھی بلکہ اس روشنی کے چشمہ سے نکلی تھی جو رحمت الٰہی نے ہمیں بخشا ہے پھر اس اشتہار میں ظاہر کیا تھا کہ رومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت جو کچھ میں نے بیان کیا وہ صحیح ہے اور ٹرکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنیوالے ہیں! اور صاف الفاظ میں ظاہر کر دیا تھا کہ "میرے خدا نے مجھ کو القا کیا کہ رومی سلطنت انہیں لوگوں کی شامت اعمال سے خطرہ میں ہے"۔ غرض اسطرح کھلے کھلے الفاظ میں سلطنت روم کے متعلق پیشگوئیاں شایع کی تھیں پھر ۱۸۹۷ء سے لیکر اب تک جس جس رنگ میں وہ پوری ہوئی ہیں ظاہر ہیں اسکے بعد ایک اور الہام شایع ہوا

غلبت الروم فی ادنی الارض و من بعد غلبھم سیغلبون

میری غرض ان واقعات کے اظہار سے صرف ناظرین کی توجہ اس سلسلہ حقہ کیطرف منعطف کرانا اور انہیں ان خدا تعالیٰ کے نشانات کے قابل غور مطالعہ کیطرف لانا ہے۔

اسکے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسوقت ٹرکی پر جو ہجوم بلا ہو رہا ہے یہ خدا تعالیٰ کی مشیت اور سنن الٰہیہ کے نیچے ہے ہم اگر سلطنت مذکور کے ساتھ کوئی تعلق اور ہمدردی رکھتے ہیں اور ضرور رکھتے ہیں تو اسوقت ہمارا فرض ہے کہ ہم ان جائز اور صحیح طریقوں سے ٹرکی کی مدد کریں۔ اور اس کے لئے بیجا شور و غل یا حد سے بڑھا ہوا جوش کوئی مفید چیز نہیں ہے۔ سب سے بڑی مدد دعاؤں کی ہے۔ اور پاک تبدیلی کی تحریک ہے۔ پھر مالی قربانی کی جو وہاں کے مجروحین اور شہدائے جنگ کے پسماندگان کی اعانت کے لئے کیجائے۔

غرض ہر ایک قسم کی جائز مدد جو ہم کر سکتے ہیں۔ اور جو ہماری گورنمنٹ برطانیہ کے کسی منشاء کے خلاف نہ ہو۔ اس کے لئے ہمیں قطعاً دریغ نہیں کرنا چاہئے اور سب سے آخر اور سب سے اول یہی ہے

کہ ہم خدا تعالیٰ سے ہی فتح و نصرت اور پاک تبدیلی کی دعا کریں۔

# تحریک محمودی اور الحکم کی اعانت

الحکم کے نقصان کی داستان نئی نہیں۔ اور ناظرین و سرپرستان الحکم جانتے ہیں کہ بہت ہی کم الحکم میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ الحکم کے نقصان پر بالطبع دشمنوں کو ہاں سفلہ مزاج دشمنوں کو خوشی ہونی چاہیئے تھی وہ خوش ہوئے اور ان لوگوں کو جو الحکم کیساتھ ایک محبت اور اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں فطرتاً رنج ہونا چاہیئے تھا اور انہوں نے اسے محسوس کیا۔

سلسلہ کے دشمنوں نے الحکم کے متعلق موت کی آرزوئیں کیں مگر اب تک وہ اس سے شادکام نہیں ہو سکے۔ یہ کوئی ربانی بھید ہے جسکو سمجھنے سے میں قاصر ہوں۔ جن مشکلات میں سے میں گزر رہا ہوں اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ ہمت شکن اور یاس فزا ضرور ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا کلام ہر وقت تسلی دیتا ہے کہ ان مع العسر یسرا۔ اور یاس مومن کے نزدیک نہیں آتی۔

علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی دل سے یہ چاہتے ہیں کہ الحکم جاری رہے۔ اور وہ ان مشکلات سے نکلے۔ یہ ان کی غریب نوازی ہے کہ ایک موقعہ پر انہوں نے الحکم کے ایڈیٹر کی ان مشکلات کو دیکھتے ہوئے ایک خادم کو لکھا۔ "میرا دل چاہتا ہے کہ شیخ صاحب کو آرام ملے۔" دوسرے موقعہ پر جبکہ میں ہجوم افکار سے چاہتا تھا کہ الحکم کے متعلق قطعی فیصلہ کروں تو آپ نے ازراہ لطف فرمایا کہ تم کوشش کرو اللہ تعالیٰ نقصان کی تلافی کر دیگا۔ ایسی حالت میں جبکہ الحکم کی موت کے وارنٹ پر میں دستخط کر دینے کو طیار رہتا۔ آپ نے اس کے احیا کے لئے میری ہمت بندھائی۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایسے سامان مہیا کر دیئے کہ الحکم کی زیر باری اور نقصانات میں ½ کی کمی ہو گئی۔ اس موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد نے مجھے ایک رقعہ کے ذریعہ تحریک فرمائی کہ سرپرستان الحکم **اگر دس دس روپیہ بطور اعانت دیدیں تو الحکم کے نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے**۔ اور اس تحریک کو آپ عملی رنگ میں شروع کر دیا۔

یہ تحریک الحکم میں ایک مرتبہ نکلکر رہ گئی۔ میرا ارادہ تھا کہ میں ایک سرکلر لیٹر کے ذریعہ الحکم کے نازبرداروں کو اس سے آگاہ کرونگا مگر غفلت کیوجہ سے آجتک وہ چٹھی شایع نہیں کر سکا۔ صرف چند احباب کو بھیجی گئی تھی جنہوں نے نہایت شوق سے اس کو پڑھا اور تحریک محمودی میں حصہ لیا۔

جن بزرگوں نے اس مد میں آجتک الحکم کی اعانت میں قدم بڑھایا ہے ان کے نام ذیل میں درج ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے الحکم کی اسوقت تک باوجود اس کی بیقاعدہ اشاعت کے اس کی سرپرستی کرنا اپنا فرض سمجھا ہے اور اس کی پرانی اور پہلی خدمات کی اس وقت تک بھی ان کے دلمیں قدر رہے۔ اور جو چاہتے ہیں۔ کہ الحکم کا بقا اور قیام۔ ایڈیٹر الحکم کی شخصیت سے وابستہ نہیں بلکہ اس کی زندگی اور موت کا اثر قوم پر پڑتا ہے۔ اور قوم اس کے بقا و استحکام کیلئے اخلاقی طور پر ذمہ وار ہے وہ فرض شناسی سے کام لیں۔ میرے مخاطب ہی اور صرف وہی لوگ ہیں جنہوں نے اسوقت تک الحکم کو اپنا پیارا خادم سمجھا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک تحریک کی۔ جو لوگ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی تحریکوں کو بار آور کرنیکے لیے اپنی کوشش سے کام لینے کی آرزو رکھتے ہیں۔ وہ اس تحریک میں شامل ہو جاویں۔

یہ تحریک حضرت صاحبزادہ صاحب کی محض الحکم کی [illegible] اور استحکام کے خیال سے ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح دل سے چاہتے ہیں کہ الحکم اپنی اسی شان سے شایع ہو جیسے پہلے ہوتا تھا۔ انہیں اس کی موجودہ حالت پر دکھ ہوتا ہے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ میرا ہاتھ بٹائیں۔ میں بار بار اپیلیں کرنیکا عادی نہیں ہوں اور ایک حق شناس قوم کی اس میں گو نہ ہتک ہے کہ ایک ضروری کام کیطرف انہیں بار بار توجہ دلائی جائے پس آپ اٹھیں اور اس نیک کام میں میرے مددگار ہوں۔ **ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم۔**

میں اس سلسلہ میں کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا ہاں اس قدر اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ الحکم کے بہت سے خریدار ایسے بھی ہیں جنکے ذمہ الحکم کا بقایا ہے اور اس بقایا رقم کی تعداد بھی معقول ہے اگر یہ سب بزرگ فرض شناسی سے کام لیں اور اپنے اپنے ذمہ کا بقایا ادا کر دیں تو اس نقصان میں بہت بڑی تلافی ہو سکتی ہے۔ علاوہ بریں دفتر الحکم کی موجود کتب کے خریدنے سے بھی اعانت کی ایک صورت نکل آتی ہے اور الحکم کے پرانے فائل جو گویا سلسلہ کی تو دی تاریخ کے آئین ہیں اور جنمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات۔ مکتوبات اور الہامات کے علاوہ بزرگان ملت کی تقریریں۔ مباحثے۔ فتاوی اور مکتوبات درج ہیں) بھی ایک بیش قیمت ذخیرہ کی صورت میں ہیں یہ فائل صرف وہی لوگ لے سکتے ہیں جو ان گرانمایہ موتیوں کے قدردان اور جوہر شناس ہیں۔ پس جو لوگ تحریک محمودی کے ذیل میں اعانت کرنیکے لیے موقعہ نہ رکھتے ہوں وہ مطبع کی کتابوں یا اخبار کے پرانے فائلوں کی خریداری کیصورت میں اسوقت کارخانہ کی مدد کر سکتے ہیں بالآخر میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھتا ہوں کہ جہاں نصف نقصان کی تلافی ہو چکی ہے باقی بھی اسکے فضل سے ہو گا ہاں سعادتمند اور مبارک ہوں گی وہ روحیں جو اس اجر عظیم کو حاصل کریں گی

## ان احباب کے اسماء گرامی جنہوں نے تحریک محمودی میں حصہ لیا

| نام | رقم | نام | رقم |
|---|---|---|---|
| جماعت گھٹیالیاں (۱۸) ... | للعہ | مفتی محمد صادق صاحب | عہ |
| حافظ عبد المجید صاحب منصوری .. | عہ | بابو فرزند علی صاحب | عہ |
| مولوی اختر علی صاحب انسپکٹر پولیس .. | عہ | حافظ غلام رسول صاحب } | عہ |
| میاں غلام رسول صاحب تمیم ... | عہ | سٹیشن ماسٹر | |
| سید حیات علی شاہ صاحب واتہ ... | صہ | برادرم عبد العزیز ماسٹر ہیڈ | عہ |
| ابو الحسن محمد صاحب ٹھیکیدار .... | عہ | سید موسیٰ رضا صاحب | عہ |
| ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب ...... | عہ | ـ ـ ـ | عہ |
| حافظ نور احمد صاحب اکولہ | عہ | شیخ غلام حیدر صاحب انسپکٹر | عہ |
| چوہدری غلام محمد صاحب گوندل | عہ | بابو عبد الرزاق صاحب } | عہ |
| شیخ ہاشم علی صاحب گرداور | عہ | سٹیشن ماسٹر | |

([illegible])

# ابتلائے ظہیر اور عفو تقصیر

**تمہیدی نوٹ** الحکم کے ناظرین کئی ہفتوں سے اس امر کے منتظر چلے آتے ہیں۔ کہ میں انہیں ان واقعات اور حالات سے مطلع کروں جو ہمارے مکرم بھائی مولوی محمد ظہیر الدین صاحب مصنف نبی اللہ کا ظہور وغیرہ وغیرہ رسایل کے ابتلا کا موجب ہوئے۔ ان واقعات اور حالات کا لکھنا مجھے صرف اس لئے مقصود تھا اور ہے۔ کہ انسان کے اندر بہت سی خوبیاں اور قوتیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی خاص ابتلا کیوقت نشو و نما پاتی ہیں ایک دلیر اور شجاع انسان کے کمالات مردانہ مخفی رہتے ہیں جب تک اُسے میدان کارزار میں جانیکا موقعہ نہ ملے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ہم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کمالات جب بیان کرتے ہیں۔ تو اس سلسلہ میں یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو ایسے موقعے دیئے کہ ان کی مخفی قوتیں ظاہر ہو گئیں۔ پس میں اگر ظہیر کے ابتلا کے حالات لکھتا ہوں تو میری فقط اتنی غرض ہے کہ جماعت کو ابتلا کی ان صورتوں سے جو بعض وقت پیش آجاتی ہیں آگاہ کردوں۔ اور اگر خدانخواستہ کسی کو کوئی ابتلا آجاوے تو اسے کیا مسلک اختیار کرنا چاہیئے۔ اسی سلسلہ میں انہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ خدا تعالےٰ نے جو خلیفہ اور امام ہمیں دیا ہے وہ کس **قوت** اور **شجاعت** کا انسان ہے۔

جہاں اس میں یہ **دلیری** اور **جرأت** ہے کہ وہ بلاخوف لومۃ لائم اور شماتت اعدا کی ذرا بھی پرواہ نہ کرکے ایک شخص کو جو اسے خواہ کیسا ہی عزیز کیوں نہ ہو۔ کسی ایسی غلطی کے سرزد ہونے پر جو ایک متعدی مرض کی صورت رکھتی ہو جماعت سے الگ کر دیتا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ تخلق کرکے **عذر خواہی** اور **رجوع** پر وہ اپنے رحمت و شفقت کے بازو اس کے لئے پھیلا دیتا ہے اور بغیر کسی قسم کے پرہیز اور خوف اعتراض کے **لا تثریب علیکم الیوم** پکار اٹھتا ہے۔

یہ تمام امور اس واقعہ کی تفصیل میں جانیسے ناظرین کو معلوم ہونگے اور مجھے امید ہے خدا کے فضل سے وہ ان کے لئے موجب ازدیاد ایمان ہوں گے۔

## ظہیر کے کچھ حالات

ظہیر الدین ایک جوشیلا اور سرگرم احمدی نوجوان ہے۔ خدا تعالیٰ نے اُسے **ذہانت و ذکاوت** عطا فرمائی ہے۔ اشاعت سلسلہ کے لئے اس کو ایک جوش دیا گیا ہے سلسلہ کی کتابوں کو اسنے غور سے پڑھا اور یاد رکھا ہے ۱۹۰۵ء میں دفتر الحکم میں اسسٹنٹ ایڈیٹر کی حیثیت سے اور پھر انچارج ایڈیٹر کی حیثیت سے اس نے جو کام کیا ہے وہ الحکم کے اس سال کے فایل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ میں اس کی محنت اور کوشش سے خوش رہا۔ اسی دفتر میں انہیں ایام میں **فرقہ چکڑالوی** کا رد اس نے نہایت **محنت** اور کوشش سے لکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ہو کر ہمارے بھائی تھے۔ بعد آج خدا کے فضل سے ہمارے آقا ہیں۔ اس رسالہ کے متعلق یہ رائے لکھی تھی:۔ کہ

میں نے اس رسالہ کو دیکھا ہے جہانتک مجھے بحمد اللہ فہم ہے عزیز محمد ظہیر الدین نے اس کے لکھنے میں بہت کوشش کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص سے زور لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی محنت کو مثمر بہ ثمرات نیک کرے۔

(نور الدین ۷ جون ۱۹۰۶ء)

اس رسالہ کا اثر چکڑالوی فرقہ پر جو پڑا ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ آجتک اس پر پانچ سال گذر گئے ہیں وہ اس کا جواب نہیں دیسکا۔ اور نہ صرف جواب سے قاصر رہا بلکہ اسی وقت کر اس فرقہ کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں۔ اور ان میں اختلاف و شقاق اس درجہ تک پیدا ہوا کہ نوبت بہ مقدمات پہونچ چکی اور ہم خدا کے فضل سے یقین کرتے ہیں کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب یہ باطل اپنی نحوست کو لیکر بھاگ جائیگا۔

۱۹۰۷ء کی آریہ مذہبی کانفرنس میں ظہیر بطور رپورٹر شریک ہوا۔ اور اس کے لئے ہوئے نوٹوں کی بنا پر کتاب چشمہ معرفت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھی۔ جو فی الحقیقت چشمہ معرفت ہے۔ اخبار الحکم کے سٹاف سے الگ ہونے پر بھی ظہیر نے اپنے کام تبلیغ کو نہیں چھوڑا۔ اور مختلف موقعوں پر آریوں عیسائیوں اور غیر احمدیوں۔ اور چکڑالیوں سے گفتگوئیں کرتا رہا۔ اور ویدکے ظہور میں فتور۔ اور نبی اللہ کا ظہور وغیرہ عمدہ رسایل لکھے۔ جنہیں سلسلہ کے اخبارات و رسایل میں بہتر ریویو شایع ہوئے۔

## اختلاف رائے کی ابتدا

نبی اللہ کے ظہور میں اس امر کو ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور بطور ایک نبی اور رسول کے تھا اس رسالہ کے دلایل میں قرآن کریم سے استنباط اور استشہاد کیا گیا ہے۔ میں اس امر کو علی الاعلان کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام خدا تعالےٰ نے باربار ان کے مکالمات و ملہمات میں نبی اور رسول رکھا۔ اور تمام نبیوں کا بروز جری اللہ فی حلل الانبیاء کہہ کر قرار دیا یہ ایک دعویٰ تھا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی میں زور دیتے رہے۔ اور آپ کی تصانیف اس دعویٰ سے بھری ہوئی ہیں۔ ہاں یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہ نبوت یہ رسالت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ کی محبت و اطاعت میں گم شدگی کا نتیجہ اور اثر تھا۔ اس لئے آپ پر وحی ہوئی و کل برکۃ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

اس رسالہ کے بعد غیر احمدیوں کے متعلق کفر کی بحث ہماری جماعت میں شروع ہو گئی۔ اختلاف رائے جہاں تک نیک نیتی اور اخلاص اور اظہار الدین کے لئے ہو وہ ایک برکت اور رحمت ہوتا ہے۔ لیکن جہاں اخلاص اور للہیت نہ ہو (خدا کرے کہ ہم اس مرض میں گرفتار نہ ہوں آمین) تو وہ رحمت کی بجائے نعوذ باللہ لعنت ہو جاتا ہے اسی وجہ سے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے اختلاف کو رحمۃ قرار دیا تھا۔ اس مسئلہ اکفار کی بحث کے چھڑنے پر یہ ضروری تھا کہ دو فریق ہو جاتے۔ ایک فریق کا خیال تھا کہ غیر احمدی مسلمان ہیں اور دوسرا کہتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کھلی تحریروں اور آپکے الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہیں۔ اس بحث نے مختلف پہلو بدلے۔ خود الحکم کا ایڈیٹر بھی اس بحث میں آخری فریق کے ساتھ تھا۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف یا آپکے جانشین خلیفۃ المسیح کی

تقریروں سے جو کچھ اس مسئلہ کے متعلق حق سمجھا وہ وہی تھا جو دوسرے فریق کی رائے تھی یہ بحث بہت لمبی ہوئی اور آخر یہی وہ اختلاف رائے تھی جو ظہیر کے ابتلا کا موجب ہوئی اسی اثنا میں بعض اور مسایل جیسے مسئلہ شفاعت وغیرہ کے متعلق بھی تبادلہ خیالات ہوا کیا۔ لیکن دراصل عظیم الشان مسئلہ مسیح موعود کی رسالت اور نبوت اور مسیح موعود کے منکروں کی پوزیشن کا تھا۔ اسی سلسلہ میں قدرت ثانی کے مجنون مدعی اور خلافت کے ایک جونیئر مدعی کی بعض تحریروں کی اشاعت کا سوال پیش آ گیا جس پر حضرت خلیفۃ المسیح کو ایک اعلان کرنا پڑا غلط فہمی سے بعض نے اس اعلان کو ظہیر کی کتاب بنی اللہ کے ظہور کے متعلق قرار دیا۔ اور اسطرح یہ اختلاف کی خلیج بڑی ہو گئی تاہم ان تمام کی جڑھ دراصل مسئلہ تکفیر ہی تھا!۔

## ابتلا کا ظہور

گزشتہ ایام میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک وعدہ کے ایفا کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح لاہور تشریف لے گئے تو آپ نے لاہور میں تین تقریریں فرمائیں۔ وہ تقریریں اخبار الحکم میں حضرت خلیفۃ المسیح کی اصلاح اور درستی کے بعد شایع ہو چکی ہیں ظہیر ان میں سے بعض تقریروں کے وقت لاہور میں موجود نہ تھا۔ اور الحکم میں وہ تقریریں ابھی شایع نہیں ہوئی تھیں۔ کہ لاہور کے اخبار زمیندار نے ایک نوٹ شایع کر دیا۔ جس سے غلط فہمی پیدا ہوئی۔ اسی نوٹ کی بنا پر پیسہ اخبار میں ایک خرمناک افترا سے لبریز مضمون شایع کیا گیا جس میں نہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح کا حضرت مسیح موعود سے اس مسئلہ تکفیر میں اختلاف اور تضاد ظاہر کیا گیا۔ بلکہ نعوذ باللہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منکر کہا گیا۔ اس کی تردید ایڈیٹر الحکم نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور ہدایت سے زمیندار میں ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ کر دی۔ ظہیر نے زمیندار کے نوٹ سے متاثر ہو کر جوش سے کام لیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سے خط وکتابت شروع کر دی اور یہی ابتدا تھی اس ابتلا کی۔

ظہیر نے زمیندار کا وہ حصہ کاٹ کر ایک کاغذ پر چسپاں کر کے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور میں بھیجدیا حضرت نے اُس کو جواب دیا وہ نہایت معقول اور درست تھا۔ ظہیر نے روایت سے تو کام لیا مگر درایت کے اصول کو چھوڑ دیا۔ وہ اگر زمیندار کے اس اصول اور طریق پر جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے وہ برتتا چلا آیا ہے غور کر لیتا تو اُسے یہ دقت پیش نہ آتی۔ مگر اس نے جوش سے کام لیا۔ اور اسی جوش میں وہ یہ غور بھی نہیں کر سکا۔ اس نے حضرت کی خدمت میں جو خطوط لکھے ان میں جرأت اور دلیری سے کام لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح غالباً چوتیسویں پشت میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں اور اسی منصب خلافت کے حامل ہیں۔ اگر فاروق کے دربار میں ایک بوڑھیا فاروق کی زبان سے بہتر کلام مجید جاننے کا اقرار کرا سکتی ہے اور ایک بدو بھی اپنی سادگی کیساتھ باوجود فاروقی سطوت اور شوکت کے بے محابا کلام کر سکتا ہے اور حق کا فدائی اور صداقت کا فرزند فاروق اسکی جرأت پر داد دے سکتا ہے۔ تو نور الدین کے دربار میں میں نے خود گھنٹوں آزادی کیساتھ بعض مسایل کی تنقید ہوتی دیکھی ہے اور خود بھی بعض معاملات میں عرض کرنے سے پرہیز نہیں کیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انہیں باتوں نے میرے جیسے دل و دماغ کے لوگوں کو یقین دلایا ہے۔ کہ یہ خلافت کی مسند کا جائز حقدار ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے ان خطوط کو نہایت حوصلہ اور تحمل سے سنا۔ اور مناسب وقت جوابدیا۔

## ابتلا کی تکمیل!

اسی خط وکتابت میں جوش کی رو میں ظہیر الدین نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ مجھے آپ کے بعض اعتقادات سے اختلاف ہے اس پر حضرت خلیفۃ المسیح کو اسے جماعت سے الگ کرنا پڑا لیکن بعد میں جب اُسے سمجھ آئی۔ اور اس نے رجوع کیا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح نے اُسے معاف کر دیا۔ اور اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ میں اس امر کے اظہار میں کوئی مضایقہ نہیں پاتا۔ کہ ظہیر الدین نے نفاق سے کام نہیں لیا۔ ان غلط بیانات کی بنا پر جو آپ کی تقریر کے متعلق زمیندار میں شایع ہوئے اسے اختلاف نظر آیا۔ وہ حقیقۃ الوحی اور حضرت کی دوسری تصانیف میں ایک مسئلہ کو کھلا کھلا حل شدہ پاتا تھا۔ اور دوسری طرف ایک اخبار خلیفۃ المسیح کے حوالہ سے ایک ایسی بات شایع کرتا ہے جو اس سے صریح مخالف ہے تو ایسی حالت میں ایک شخص کا حق تھا کہ وہ صراحت اور صفائی سے اپنے دلی عقیدہ کا اظہار کر دیتا۔ میں نے مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں بارہا سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:۔

**اگر کوئی شبہ دل میں پیدا ہو تو اُسے فوراً اگل دینا چاہیے**

ورنہ وہ سخت مضر ہوتا ہے۔ پس ظہیر الدین نے اگر اس کے استفسار میں جرأت کی تو یہ اسکی ایمانی غیرت کی دلیل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے جو اس کا جواب دیا وہ نہایت معقول اور ان کی ایمانی شجاعت کے جوہر ظاہر کرنیوالا ہے انہیں اگر مریدوں کی ضرورت ہوتی تو ایک خادم کو الگ نہ کرتے مگر پرواہ نہیں کی آپ کا خط پڑھ کر دل ایمانی لذت سے بھر جاتا ہے۔ میں اب اس مضمون کو لمبا کرنا نہیں چاہتا۔ افسوس ہے کہ بعض خطوط نہیں ملے ورنہ یہ مضمون مکمل ہو جاتا۔

اس سے پہلے کہ میں اس خط وکتابت کو درج کروں۔ میں اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ظہیر کو معاف کر دیا۔ اور آپ اس پر خوش ہو گئے۔ آپ نے اُسے لکھ کر دیا۔ کہ لا تثریب علیکم الیوم اب اگر اس کے بعد کوئی شخص اس کے متعلق ایسی بات کرتا ہے جو اس ابتلا سے تعلق رکھتی ہو وہ یقیناً غلطی کرتا ہے اور حضرت کی اس تحریر کے خلاف کرتا ہے۔ التائب من الذنب کمالاذنب لہٗ ظہیر کی غلطی آداب مرشد کے سلسلہ میں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مذہب کے متعلق اس کو کوئی شک وشبہ نہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسکی

اعلان کے لئے اور محض تربیت اور اظہار حق کے خیال سے اس کو علیحدہ کر دیا۔ لیکن اس کی رجوع پر اس کی خطا کو معاف کیا۔ اور دونوں صورتوں میں دکھا دیا کہ الحبّ للّٰہ والبغض للّٰہ کے یہ معنے ہیں۔

پس ظہیر کو ابتلا آیا یہ ابتلا اس کی معرفت اور دوسروں کی ایمانی حالت کے بڑھانے کا ذریعہ تھا۔ سعادت، اور فضل کے فرشتے اس کی تائید نہ کرتے۔ تو اسے رجوع کی توفیق کیونکر ملتی ہے وہ شخص بڑا ہی خوش قسمت ہوتا ہے جو ابتلا میں سے صحیح و سالم نکل آوے۔ بعض لوگوں نے اس کے ابتلا سے فایدہ اٹھا کر اُسے بہکانا چاہا۔ اور قریب تھا کہ شیطان اپنی ذریت کے ذریعہ اس کے ایمان پر حملہ مارتا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اس کو بچایا۔ مجھے معلوم ہے کہ بعض لوگوں نے چاہا کہ وہ ان ایام ابتلا میں سلسلہ کی مخالفت میں کچھ لکھے۔ لیکن جو اس سلسلہ کو منہاج النبوۃ سمجھتا تھا۔ اور بصیرۃ کیساتھ اس زمانہ کے رسول پر ایمان لاچکا تھا اور اس کی رسالت کی تبلیغ میں اُسے دکھ پہونچا ہو۔ وہ اس باطل پر کیونکر منہ مار سکتا تھا۔ ہاں یہ سب کچھ خدا کے فضل سے ہوا۔ میں اس ابتلا میں ثابت قدم رہنے پر اپنے عزیز بھائی ظہیر کو مبارکباد دیتا ہوں۔ دنیا میں حق گو۔ حق جو۔ لوگ ہمیشہ ابتلاؤں میں ڈالے گئے ہیں۔ اور یہ ابتلا ان کی بہتری کا موجب ہوئے ہیں وہ اگر لوہا تھے تو ابتلاء آگ میں پڑ کر فولاد بن گئے۔ اور اگر سونا تھے تو کندن بن نکلے۔ اب میں صرف ان خطوط کو درج کر دیتا ہوں۔ جو اس نے حضرت کو لکھے۔ اور انکا جو جواب حضرت نے فرمایا۔ چونکہ معافی اور اعلان اخراج شایع ہو چکا ہے۔ اب مکرر اندراج کی ضرورت نہیں۔

## خط اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت بزرگوارم جناب خلیفۃ المسیح سلمکم اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

نوازشنامہ آپ کا ملا۔ جواباً عرض ہے کہ اس اعلان سے اگر آپ کا مطلب صرف عبداللہ تیماپوری اور یار محمد سے ہی تھا تو کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ اس اعلان میں ہر دو صاحبوں کے ناموں کو لکھوا دیتے۔ تاکہ لوگوں کو غلط فہمی کا موقع نہ ملتا۔ آج یہ پہلا دن ہے جو مجھے معلوم ہوا کہ اس اعلان سے مراد آپ کی صرف تیماپوری اور یار محمد کے اشتہارات سے تھی۔ ورنہ قبل ازیں جس شخص سے میں نے اس اعلان کے متعلق دریافت کیا اس نے یہی کہا کہ وہ اشتہار تمہارے (اس عاجز کے) متعلق ہے۔ خیر مضیٰ ما مضیٰ۔

امید ہے کہ جیسے آپ نے میری طرف لکھا ہے اسی طرح مفتی صاحب ایڈیٹر بدر کو بھی آپ حکم دیدیویں گے کہ وہ ناظرین اخبار کو بتلا دیں کہ وہ اعلان صرف تیماپوری اور یار محمد کے متعلق تھا۔ ظہیر کے متعلق اس میں کچھ اشارہ بھی نہ تھا۔

بزرگوار! آپ کو شاید معلوم نہیں۔ آپ کے اس اعلان کے حوالہ سے ایک جگہ جمعہ کے خطبہ میں یہ بیان کیا گیا کہ ظہیر نے جو کتاب لکھی ہے وہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے بالکل خلاف ہے اور احمدیت سے اس کتاب کو کوئی تعلق نہیں۔ احمدی احباب کو چاہیئے کہ اس کتاب کیطرف کوئی توجہ نہ کریں اور اس لغو کتاب کو بصد نفرت ردی کی ٹوکری میں پھینکدیں اور ہرگز نہ پڑہیں وغیرہ وغیرہ بلکہ شیخ الٰہی بخش تاجر کتب مرحوم کو بلا کر کہا گیا کہ یہ کتاب ہرگز نہ بیچیں۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے اعلان کر دیا ہوا ہے وغیرہ وغیرہ

میرے مکرم معظم مہربان! اصل میں بات کچھ اور ہوتی ہے لیکن احباب کچھ اور ہی مشہور کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ اس خط کے بارہ میں جو عزیزم اخی محمد سعید نے میری طرف لکھا تھا۔ حضور نے فرمایا تھا کہ اس خط نے میرا دل جلا دیا ہے لیکن بعض احباب نے جن کے نام نامی میں ظاہر کرنا ناپسند کرتا ہوں یہ مشہور کر دیا کہ خلیفۃ المسیح نے ظہیر کو کہا کہ تم نے میرا دل جلا دیا ہے۔" بلکہ بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح آپ کے متعلق ایسے فقرات نہ بولتے۔ تو جلسہ سیالکوٹ میں آپکا لیکچر بھی ضرور رکھا جاتا۔ لیکن فلاں فلاں اشخاص نے بتلایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح آپ پر بہت ناراض ہیں۔ اس لئے آپ کے لیکچر کے لئے جو تجویز تھی وہ ادھوری رہ گئی۔

اسی طرح میرا وہ خط جو کتاب نبی اللہ کا ظہور شایع ہونے سے بہت پہلے آپ کی خدمت بابرکت میں بھیجا گیا تھا اور جس میں میں نے اپنے عقیدہ کا یوں اظہار کیا تھا کہ چونکہ حضرت مسیح موعود کی وحی منزل من اللہ میں اوامر بھی ہیں اور نواہی بھی۔ اور رسول اللہ اور نبی اللہ کہکر انہیں پکارا گیا ہے۔ اس لئے انہیں صاحب رسالت یا صاحب شریعت بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ صاحب شریعت ہیں!

میرا یہ خط جن چند احباب کو آپ نے دکھایا ہے ان میں سے بعض نے میرے خط پر آپکے ایسے ایسے ریمارکس سنائے۔ کہ الامان۔ الامان۔

**بزرگوار! مجھے آپ کے بعض اعتقادات سے اختلاف ہے۔ اور جب تک آپ میرے اعتقادات کا غلط ہونا ثابت نہ کر دیں گے تب تک میں اپنے عقاید پر قایم ہوں**

چنانچہ اب لاہور میں جو آپ نے حضرت مسیح موعود کے منکروں کا صحابہ رضہ کے منکروں کے برابر ہونا بیان کیا ہے اس میں بھی میرا آپ سے اتفاق نہیں۔ کیونکہ صحابہ کا دعوےٰ نبوت اور رسالت کا ہرگز نہ تھا بلکہ حضرت ابوبکر کا بھی یہ دعوےٰ ہرگز نہ تھا کہ وہ مامور من اللہ یا نبی اللہ ہیں تو پھر ان کا انکار ایک نبی اللہ کے انکار کے مساوی کیسے ہو سکتا ہے؟

بزرگوار! آپ بھی تو خلافت کے مدعی ہیں اور اپنے آپکو حضرت ابوبکر کا مثیل قرار دیتے ہیں اور آپ کے اس دعوی کے منکر روافض کے مثیل سمجھے جاتے ہیں۔ تو پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء کے منکر اور آپ کے منکر ایک ہی درجہ پر کیسے سمجھے جاویں؟ اور میں تو قسم کھا کر شہادت دیسکتا ہوں کہ آپ نے میرے سامنے اقرار کیا تھا کہ آپ کوئی مامور من اللہ نہیں ہیں (یعنے حضرت خلیفۃ المسیح) تو پھر بزرگوار! ایک غیر مامور من اللہ۔ اور مامور من اللہ۔ ہر دونوں کا انکار ایک جیسا کیسے ہو سکتا ہے؟

بزرگوار! آپ نے تو میرے روبرو یہ بھی بیان کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود جو تمام لوگوں سے صرف احمدؑ کے نام پر بیعت لیتے رہے تھے۔ تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ سچ مچ احمدؐ تھے اور قرآن کریم میں جو احمدؐ کی پیشگوئی ہے۔ وہ صرف حضرت صاحب کے حق میں ہے۔ اور عرب کی کسی صحیح تواریخ سے یہ پتہ ہرگز نہیں چلتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ نے اپنے آپ کو کبھی احمد کہا ہو۔ یا کہا لکھوایا ہو یا اہل مکہ اور مدینہ انہیں احمد سمجھتے ہوں۔ اور نہ قرآن مجید میں ہی لکھا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ہی احمد ہیں...... اس پر آپ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ اگر احمد کی پیشگوئی کے مصداق صرف حضرت مسیح موعود ہی ہیں تو پھر حضرت مسیح موعود نے خود اپنی تصنیفات میں کیوں بار بار حضرت محمد رسول اللہ کو احمد کر کے لکھتے ہیں جس کا جواب آپ نے یہ دیا تھا کہ وہ کوئی وحی الہی سے نہیں لکھا۔ اور یہ کہ سمجھانے کے یہی طریق ہوا کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو لوگ بے سوچے سمجھے زیادہ شور مچا دیتے۔ اب آہستہ آہستہ سمجھ جاویں گے۔ اور اسقدر کہنے کے بعد پھر آپ نے مجھ سے اسبارہ میں دریافت کیا تھا جسکے جواب میں عرض کیا گیا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا ہے وہی درست ہے۔ اور پھر میں نے کتاب نبی اللہ کا ظہور کیطرف اشارہ کر کے جو کہ اسوقت حضور کے پاس تھی یہ عرض کی تھی کہ میں نے ٹائٹل پیج پر انا ارسلنا احمد الی وحی الہی۔ اس لئے لکھی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعود قرآنی پیشگوئی والے احمدؐ تھے۔ جسکو پڑھ کر آپ خاموش ہو گئے۔ اور اسی دن میں نے آپکا یہ عقیدہ اخبار الحکم میں بھی شایع کرا دیا تھا۔ بزرگوار! آپ تو حضرت مسیح موعود کو رسلہ میں داخل سمجھتے تھے۔ لیکن اب آپ نے لاہور میں احمدی فرقہ کو بھی دیگر اسلامی فرقوں یعنی حنفیوں رافضیوں وغیرہ کیطرح ایک فرقہ قرار دیا ہے۔ جس سے مجھے بہت ہی تعجب ہے۔ بزرگوار! آپ جو چاہیں کہیں اور لکھیں کیونکہ آپنے ایک جماعت کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے میں تو:۔

لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ کا بھی قایل ہوں اور قرآن کریم کی آیت قل ان کنتم تحبون اللہ...... فاتبعونی...... سنانے کی بجائے اس فاتبعونی والی آیت کو پڑھنا مقدم سمجھتا ہوں جو احمد رسول پر نازل ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ چودہ ماہ گذر گئے۔ مگر باوجود وعدوں کے پھر بھی آپ نے کتاب نبی اللہ کا ظہور کے متعلق کچھ نہ لکھا۔ خدا آپ کا حافظ ہو۔ آمین

(خاکسار نیاز مند محمد ظہیر الدین بدالدین ظہیر الدین مورخہ ۲۲ جون ۱۹۱۲ء)

## حضرت خلیفۃ المسیح کا خط ظہیر کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا لمبا چوڑا خط مجھے پہونچا ہے۔ آپ ایک جوان آدمی ہیں۔ اور میں بڈھا ہوں۔ آپ کو خوب فرصت ہے اور میں عدیم الفرصت ہوں۔ آپ نہ میری مجلس میں رہے ہیں اور نہ میری طرز تعلیم کو پایا۔ آپ کا یہ فقرہ کہ آپ کے بعض اعتقادات سے مجھے اختلاف ہے"۔

آپ کی طبیعت میں تیزی بھی ہے۔ میری مخالفت میں آپ مستقل ہیں مگر آپ ویسے مستقل نہیں۔ مجھپر جتنے اعتراض چاہو کر لو۔

آپ کے خط میں اناپ شناپ باتیں بہت بھری ہوئی ہیں۔ اس لئے آپ سے میں آیندہ اب خط وکتابت کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ آپ کا چونکہ میرے اعتقاد سے بھی اختلاف ہے۔ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔

اسواسطے آپ کو میں احمدی نہیں سمجھتا نہ مریدین میں شمار کرتا ہوں نہ آپ سے تعلق ہے نہ آپ سے مجھے رنج ہے۔ آپ کو باتیں بنانی آتی ہیں۔ آپکی جو خواہش ہے وہ اعلان بدر میں درج کرا دونگا۔

مگر آپ کا طرز کلام ومضمون جو آپنے خط میں اختیار کیا ہے مجھے بہت ہی ناپسند ہے۔ خیر ہر کس بخیالی خویش مختار۔ جہاں عقاید میں باہم اختلاف ہو۔ تو پیری مریدی کیا بلا ہے۔ آپ آزاد ہیں۔

(والسلام نورالدین ۱۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

## دوسرا خط

السلام علیکم

روحانی تعلق بڑا نازک ہوتا ہے۔ آپ نے صاف مجھے لکھا ہے کہ "میں عقاید میں آپ کا مخالف ہوں"۔ تو پھر میری سمجھ میں بھی نہیں آسکتا کہ میرے عقاید کے تو آپ مخالف کے مخالف ہی رہیں اور مرید بھی۔ اور میں تمہر اپنی زندگی میں منافقانہ طرز کو اختیار کر لوں۔ میں پیری ومریدی کا خواہشمند نہیں ہوں نہ ایسی نمبرداری کا مجھے شوق ہے۔ ہاں جب کوئی میرے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے۔ تو اس وقت میں اس تعلق کے سبب سے جو اسکا میرے ساتھ ہو جاتا ہے گواہ ہو جاتا ہوں۔ اور تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ تعالے اس کو استقامت عطا فرما دے آمین کوئی ایسی مصلحت الہی ہے جو میں کتابیں لکھا نہیں کرتا بفضلہ تعالے میں لکھنا جانتا ہوں۔ آپنے کتاب نورالدین فصل الخطاب۔ تصدیق براہین احمدیہ کو ملاحظہ کیا ہو گا۔ اور آپ کو پتہ لگ گیا ہو گا کہ مجھے بھی لکھنے کا ڈھب آتا ہے باوجود اس کے میں نے کبھی کوئی رسالہ اپنی جماعت کیلئے نہیں لکھا۔ اس کے بہت اسباب ہیں۔ منجملہ ان اسباب کے ایک یہ بھی سبب ہے کہ مبادا کسی رسالہ میں یا میری کسی تحریر میں کوئی ایسا فقرہ جو کسی کے خیال میں حضرت کی تحریر کے مخالف ہو تفرقہ اور مخالفت کا باعث نہ بنجاوے

بڈھا ہوں مدت سے بیمار ہوں۔ ضعیف ہوں۔ زندگانی کا اعتبار نہیں۔ میں تو ہر روز رات کو مرتا ہوں۔ حیاتی کا تو کسی کو بھی علم نہیں۔ پس میں اپنے ان تھوڑے دنوں میں اس چھوٹی سی جماعت میں تفرقہ کرنا ناپسند سمجھتا ہوں۔ اس کو آپ اخلاقی کمزوری یا عدم جرأت یا کوئی نیک ظنی سمجھ لیویں میں عدیم الفرصت اور آپ کو لکھنے کا شوق ہے۔ اور لکھنا آتا ہے۔ آپ مجھے خط نہ لکھا کریں۔

آپ نے لاہور میں جو روپیہ مجھے دیا تھا آپ اسکی نسبت تعجب کریں گے کہ میں نے ابتک وہ روپیہ الگ کا الگ کر رکھا ہے۔

بحمد اللہ میں کماتا ہوں اور دوکان بظاہر طب کی بنائی ہوئی ہے۔

تمنے لکھا ہے کہ میری طرف اس میں اشارہ ہے۔ میں نے لکھا ہے کہ اس میں آپ کی نسبت اشارہ نہیں ہے حالانکہ میں اپنی طرز میں مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ مگر جنکیطرف اشارہ تھا۔ اسکا نام بھی آپکی طرف لکھدیا۔ مگر پھر بھی آپ نے بڑی صفائی سے لکھدیا کہ نورالدین کے عقاید سے میں مخالفت رکھتا ہوں۔ اور ان عقاید پر میں بڑا مضبوط ہوں

میاں ظہیر الدین ایک بات میں نے صاف صاف لکھدی آپ صبر فرماتے۔ خوش ہو جاتے۔
مخالفت کے تذکرہ کی آپ کو کیا ضرورت تھی۔ ہمارے عقاید وہی ہیں جو قرآن کریم میں لفظ ایمان اور کفر کے نیچے مندرج ہیں۔ ایمان کے ماتحت جو کچھ مذکور ہوا۔ اُنپر میرا ایمان ہے والحمد للہ اور جو کفر کے لفظ کے نیچے ہیں اُنسے مجھے دلی انکار ہے الحمد للہ رب العلمین۔

(نورالدین ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت

(نمبر دوم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت کے اظہار کے لئے میں گذشتہ نمبر میں ذکر کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا جو کلام آپ پر نازل ہوا وہ واضح الفاظ میں آپکی شان کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور اس کا پیش کر دینا زیادہ موزون ہو گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو **درجہ** اور **شان** آپ کی قایم کی ہے وہ ایک ایسا مقام ہے۔ کہ **انسانی عقول** اس کو سمجھ بھی نہیں سکتی ہیں۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

**انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق**

یعنے تو میرے نزدیک اس منزل اور مقام پر ہے جسکو خلقت نہیں جانتی۔

اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل شدہ کلام کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتے ہیں اور بحمد اللہ کرتے ہیں تو اس وحی میں جو مرتبہ اور مقام آپ کا بتایا گیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اسی کے اظہار کو ہم اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیں اور کبھی اور کسی مقام پر اس کے اظہار سے نہ رکیں۔ ہم جانتے ہیں کہ لوگ ان باتوں کو سننے کی برداشت نہیں کر سکتے اور وہ گھبراتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے لئے یہ باتیں عجیب ہیں۔ اور ایسے **دعاوی** محض بلند پردازی نظر آتے ہیں اور آنے بھی چاہئیں۔ کیونکہ وہ خود اس مقام اور مرتبہ سے بے نصیب اور ناواقف ہیں۔

**ہمارے سامنے** سوال یہ ہے کہ کیا ہمکو حضرت مرزا صاحب کی تبلیغ کو آفاق میں پہونچانا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو کیا آپ کو اس رنگ میں پیش کرنا چاہیئے جو خدا تعالےٰ نے آپ کی بعثت کا رکھا ہے یا ہم خود اپنی طرف سے **ایک بات** بنا کر پیش کر دیں محض اس خیال اور خوف سے کہ ہم اگر حضرت مسیح موعود کا وہ مقام اور مرتبہ پیش کریں گے تو دنیا ہماری مخالفت کرے گی۔ اور ہم مجلس سے نکالدیئے جائیں گے۔

میرے دوستو! مبارک ہے وہ وجود جو خدا تعالےٰ کے لئے اور اس کے رسول کی عزت کے اظہار کے لئے بے عزت کیا جاوے اس لئے کہ وہ بیعزت نہیں ہوتا۔ کیونکہ

**تمام عزتیں تو اللہ اور اسکے رسول کا حق ہیں**

پس ایسی بیعزتی پر دنیا کی لاکھوں اور کروڑوں **وجاہتیں** قربان اور لاانتہا عزتیں نثار ہیں۔

تم حضرت مسیح موعود کے دامن سے وابستہ ہو کر **صحابہ** کے مثیل اور نظیر اپنے آپ کو قرار دیتے ہو اور کلام یہ ہے حضرت مسیح موعود کی جماعت کو صحابہ کی جماعت کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ اور سوچکر بتاؤ کیا صحابہ رضؓ نے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے **دعاوی** کو دنیا کے سامنے پیش کرنے سے پرہیز کیا؟ انہوں نے تلواروں کے سایہ میں ہی **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** پکارا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت کوئی وجاہت انہیں نہ روک سکی کہ وہ اس کے اظہار سے رک جائیں۔ کوئی لالچ کوئی خوف اُن کی راہ میں روک نہ تھا۔ جب انہوں نے یقین کر لیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت خدا کا نبی ہے اور رسالت کے عظیم الشان منصب پر مامور ہو کر آیا ہے انہوں نے اس پیغام کو آفاق میں پہونچا دیا۔ اور آج تک کرہ ہوا میں پانچوقت **اشہد ان محمدًا رسول اللّٰہ** کی صدائیں گونجتی ہوئی سنائی دیتی ہیں۔ وہ اگر دنیا کی مخالفت سے ڈرتے اپنی مصلحتوں کو مصالح علیہ پر مقدم کرتے تو یقینًا **اسلام** کا نام لیوا کوئی نہ ہوتا۔ یہ خیالی اور فرضی باتیں نہیں **واقعات** ہیں اور حقایق ہیں اسوقت خدا تعالےٰ نے جس سلسلہ کو قایم کیا ہے۔ اس نے چاہا ہے کہ آفاق میں اسکی تبلیغ پہونچے۔ اب تم **زندہ خدا۔ زندہ مذہب۔ زندہ رسول۔ اور زندہ کتاب** کے نام اپنی تحریروں تقریروں میں لیتے ہو اور **پلیٹ فارموں**۔ اور **پریس** کے ذریعہ تمہاری یہ آوازیں گونجتی ہیں۔ مگر انصاف کرو اور سوچکر بتاؤ کہ یہ اصطلاحیں

**تم نے کہاں سے سیکھیں اور وہ کون ہے جس نے یہ زندگی کی روح پیدا کی؟**

یقینًا ایک ہی وجود ہے جسکو تم **زندہ خدا۔ زندہ رسول۔ زندہ مذہب۔ اور زندہ کتاب** کے ثبوت کیلئے پیش کر سکتے ہو۔ اور وہ وہی وجود ہے۔ جو **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **وجود** ہے

**اس وقت** وہ مصائب اور مشکلات ہمیں نہیں ہیں جو صحابہ رضؓ کے وقت تھے **حکومت** کیطرف سے آزادی **مذہب** اور **امن** عامہ کی برکت ہمیں حاصل ہے ہر قسم کی سہولتیں تبلیغ کے لئے ہمیں مل چکی ہیں۔ پھر وہ کونسی بات ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعود کے **دعاوی** کو دنیا میں پیش کرنے سے روک سکتی ہے۔ اگر تم حضرت **مسیح موعود** علیہ کی کتابوں کو بار بار پڑھتے۔ اس کی **صحبتوں** سے پورا فایدہ اٹھاتے تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ وہ اپنی تصنیفات میں کس بات پر زیادہ زور دیتا ہے **اصلاح نفس** انسان کے لئے مقدم اور موخر بات ہے۔ مگر کیا اصلاح **نفس** اور گناہ سوز **فطرت** **ایک مامور من اللہ پر کامل** ایمان اور اس کے **اعجازی نشانات** کو دیکھنے کے بدوں پیدا ہو سکتی ہے؟ خدا تعالےٰ کی **ہستی** اور وجود پر ایمان ہی

ان نشانات سے پیدا ہوتا ہے جو اس کے مامور کے ہاتھ پر سرزد ہوتے ہیں۔ جیسے پہلے بھی کہا ہے۔ کہ اگر محض اخلاقی تعلیم مقصود ہوتی تو کبھی خدا کی مجید کتاب میں قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ نہ ہوتا۔ اور اطاعت الرسول کو اطاعت اللہ کا مترادف یا ہم معنے قرار نہ دیا جاتا۔ ان امور پر غور کرو اور دیکھو کہ تم نے حضرت مسیح موعود کی تبلیغ کیلئے کیا کیا ہے؟۔ اپنے دلوں کو خود ٹٹولو کہ کیا وہ دعاوی جو آپ نے اپنی کتابوں میں خدا تعالےٰ کے حکم اور وحی سے کئے ہیں انہیں بلا خوف پبلک میں پیش کرنے کی جرأت کر سکتے ہو؟ اگر نہیں تو اس کمزوری کو مصلحت بینی اور دانش کے روغن قاز سے پوشیدہ مت کرو۔

ان مصلحتوں کو چھوڑ دو اور آپکے الفاظ میں آپ کے پیام کو جس کے اب تم حامل ہو دنیا میں پہونچاؤ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لئے آپ کے ایک خادم کو اس مقام پر کھڑا کر دیا۔ جہاں بنی اسرائیل کے بعض نبیوں کو پہونچنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اور یہ نعوذ باللہ ان کی کوئی ہتک نہیں تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض۔ قرآن مجید میں موجود ہے۔ میں شاید نفس مضمون سے دور جا رہا ہوں۔ اسلئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کو کس شان کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو کن ناموں سے خطاب کیا؟ یہ باتیں ہیں جنپر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔

مجھے بعض مجلسوں میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ کہ جب کسی نے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے؟ تو بعض وقت ہمارے احمدی بھائی الا ماشاءاللہ ادعائے نبوت کا سوال سنکر ایسے گھبرائے ہیں کہ گویا ان کے پاس کوئی جواب نہیں اور اگر انہوں نے ذرا بھی اسکا جواب اثبات میں دیا تو خدا جانے کیا کیا مشکلات پیش آئیں گی۔ وہ اس کی رکیک تشریحوں کیطرف جانے لگتے ہیں اور یہ جرأت کر کے نہیں کہتے

کہ ہاں انکا نبی ہونیکا دعوےٰ تھا۔ میں نے یہ بھی خود تجربہ کیا ہے کہ ایک بڑی سے بڑی مجلس میں جہاں لکھنو کے عمائد موجود تھے مجھے بھی سوال پوچھا گیا تو میں نے بلا خوف و تردد یہ بات کہدی کہ ہاں انہوں نے ایسا دعویٰ خدا کے حکم سے کیا اور نبی تھے۔ اس میں کیا استبعاد عقلی یا شرعی لازم آتا ہے۔ تو میری اس جرأت پر نہ صرف یہ کہ وہ اس پر اعتراض نہ کر سکے بلکہ ایک بزرگ اس کی تائید اور توضیح کرنے لگے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کی تصنیفات کو پڑھ کر آپ کے دعاوی اور دلایل پر غور نہیں کرتے جو باتیں اسلام کا حسن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کا شیریں ثمرہ ہے انہیں ہم معیوب سمجھنے لگے ہیں۔ اور محض اس خیال سے کہ لوگوں کے کان اس سے آشنا نہیں ہیں ہم ان کو منہ سے نکالتے ہوئے گھبراتے ہیں!۔

میرے دوستو! یہ یاد رکھو جو بات تمہیں خود دل میں کھٹکتی ہے وہ دوسروں سے تم کیونکر منوانے کا حق رکھتے ہو۔ اگر حضرت مہدی کا دعوئ نبوۃ یا رسالت تمہیں اپنی زبان سے کہتے ہوئے جھجک معلوم ہوتی ہے۔ تم خدارا اپنا انصاف آپ کرو کہ تمہیں اس کے ماننے میں پھر شبہ تو نہیں؟ اگر نہیں تو پھر کوئی امر تم کو اس کے اظہار کرنے سے روک نہیں ہونا چاہیئے۔

بہرحال اسی قسم کی ضرورتیں داعی ہوئی ہیں۔ کہ میں بتاؤں کہ حضرت مسیح موعود کیا تھے اور کیا نہیں؟۔ اب اس تمہید کو لمبا نہ کر کے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو منہاج النبوۃ پر بھیجا۔ اور اپنے کلام سے انہیں مشرف فرمایا اور اس وحی متلو میں آپکا نام صاف صاف الفاظ میں رسول رکھا۔ اس لئے پہلے ہم یہیں سے شروع کرتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب ایک رسول تھے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

(۱) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔

(۲) انی لا یخاف لدی المرسلون (میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے ڈرا نہیں کرتے)

(۳) کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (خدا نے لکھ رکھا ہے اور میں اور میرے رسول غالب رہیں گے)

(۴) وقالوا لست مرسلاً قل کفی باللّٰہ شھیداً بینی وبینکم اور کہیں گے کہ تو خدا کا رسول نہیں۔ کہدو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے۔

۵ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً (ہمنے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا)

(۶) انی مع الرسول اجیب (میں اپنے رسول کیساتھ ہو کر جواب دونگا)

(۷) انی مع الرسول اقوم (میں اپنے رسول کیساتھ کھڑا ہوں گا)

(۸) یٰس انک لمن المرسلین (اے سردار تو خدا کا مرسل ہے)

(۹) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے)

(۱۰) ما ارسل نبی الا اخزی بہ اللّٰہ قوماً لا یؤمنون (کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جسکے آنے کیساتھ خدا نے ان لوگوں کو رسوا نہیں کیا۔ جو اس پر ایمان نہیں لائے تھے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سے الہامات میں سے یہ چند الہام میں نے لکھے ہیں۔ جن میں آپ پر رسول کا لفظ بولا گیا ہے۔ اور وہ مدارج اور مراتب جو رسول سے مختص ہیں آپ کے بیان کئے ہیں۔ ان الہامات کی تشریح اور توضیح حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں موجود